اصول مناظرہ



مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 0321-6353540



نام کتاب ــــــــــ اصول مناظرہ

مصنف ــــــــــ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

بار اشاعت ــــــــــ گیارہویں

تاریخ طبع ــــــــــ ستمبر 2012

تعداد ــــــــــ 1100

مطبع ــــــــــ دار الایمان پرنٹرز

For Download: www.ahnafmedia.com

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا

0321-6353540

دار الایمان فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

0321-4602218

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ

مرکزی امیر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

1: حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مضامینِ قرآن کا خلاصہ پانچ علوم ہیں:

(1) علم الاحکام: جن میں اعتقادی، عملی اور اخلاقی تینوں قسم کے احکام شامل ہیں۔

(2) علم المخاصمہ: یعنی ہر زمانے کے اہل باطل کے مقابلے میں دلائل کے ساتھ احقاق حق، ابطال باطل اور حق کے بارے میں اہل باطل کی طرف سے پیدا کردہ شکوک و شبہات کے جواب دینا اور جب اہل باطل کے ساتھ روبرو، بالمشافہ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے کسی خاص موضوع پر گفتگو ہو تو اس کا نام ''مناظرہ'' ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ مناظرہ کیا جو مدعی ربوبیت تھا (پارہ 3) توحید باری تعالیٰ کے اثبات اور الوہیت اصنام کی نفی پر ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بت پرست مشرک قوم کے ساتھ مناظرہ کیا (پارہ 17)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الوہیت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ پر وفدِ نصاریٰ کے ساتھ مسجد نبوی میں مناظرہ کیا۔ (پارہ 3)

نیز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حکم پر ''تحکیم'' کے مسئلہ پر خوارج کے ساتھ مناظرہ کیا۔ اسی طرح ماضی کے ہر دور میں اہل باطل کے ساتھ مناظرہ جات کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ جیسے شریعت

کے اعتقادی احکام کی تحقیق کے نتیجہ میں ""علم الکلام""، عملی احکام کی تحقیق کے نتیجہ میں ""علم الفقہ"" اور اخلاقی احکامات کی تحقیق کے نتیجہ میں ""علم تصوف"" وجود میں آیا۔ ایسے ہی قرآن کریم کے ""علم المخاصمہ"" کے اصول و قواعد پر تحقیق کے نتیجہ میں ""علم مناظرہ""معرض وجود میں آیااور اس پر متعدد کتب مدون ہوئیں۔

پس جیسے دین کے اعتقادی احکام کی تشریح و تفصیل کیلئے ""علم الکلام"" ضروری ہے، دین کے عملی احکام کی تشریح و تفصیل کیلئے ""علم الفقہ"" ضروری ہے، علم کے اخلاقی احکام کی تشریح و تفصیل کیلئے ""علم التصوف"" ضروری ہے، اسی طرح اہل باطل کے مقابلے میں احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے "" علم مناظرہ"" اور اس کے اصول و قواعد سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لئے حضرت تھانوی کی کتاب ""الانتباہات المفیدہ"" از حد مفید ہے۔

2: بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بعض فقہاء کرام نے مناظرہ کو "" مکروہ"" لکھا ہے، جب کہ بعض نے ""حرام""لکھاہے۔ ان کی خدمت عرض ہے کہ فقہاء کرام کی یہ بات ادھوری نقل کی جاتی ہے، پوری بات یہ ہے:

""اَلْمُنَاظَرَۃُ فِی الْعِلْمِ لِنُصْرَۃِ الْحَقِّ عِبَادَۃٌ وَلِاَحَدِ ثَلَاثَۃٍ حَرَامٌ، لِقَهْرِ مُسْلِمٍ، وَاِظْهَارِ عِلْمٍ، وَنَیْلِ دُنْیَا اَوْ مَالٍ اَوْ قُبُوْلٍ""

(الدر المختار لعلاء الدین الحصکفی ج9 ص406 کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ)

غلبہ حق کیلئے مناظرہ عبادت ہے اور تین اغراض میں سے کسی ایک کے لیے حرام ہے؛ محض دوسرے مسلمان کو مغلوب کرنا مقصود ہو یا اظہار علم مطلوب ہو یامال و متاع اور لوگوں میں اپنی مقبولیت مقصود ہو، تو حرام ہے۔

جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ

وغیرہ سے علم الکلام کی مذمت منقول ہے، لیکن یہ مذمت تب ہے جب کوئی عالم علم الکلام کے کلامی یا اعتقادی مسائل میں اس قدر مشغول ومنہمک ہو کہ دین کے عملی اور اخلاقی احکام سے غافل ہو جائے۔ لیکن اگر دین کے عملی واخلاقی مسائل اور ان پر عمل سے غفلت نہ ہو تو پھر اعتقادی مسائل پر تحقیق اور ان کا پڑھنا پڑھانا دین وایمان کی ایک بنیادی محنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ صرف مناظرہ اور علم کلام کی بات نہیں بلکہ دین کے ہر علمی اور عملی کام کے متعلق شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ کام اخلاص وتصحیح نیت کے ساتھ ہو تو صحیح اور باعثِ سعادت ہے اور اگر فاسد نیت یعنی کسی دنیاوی غرض کی خاطر ہو تو وہ کام آخرت کے لحاظ سے فاسد اور باعث شقاوت ہے۔ مناظرہ جات کو بھی اسی شرعی قاعدہ کے میزان پر تول کر حکم کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

3: بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مناظرہ کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ کوئی مانتا تو ہے نہیں۔ ایسے حضرات سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا بت پرست قوم نے لاجواب ہونے باوجود ابراہیم علیہ السلام کی بات مان لی تھی؟ ماننا تو کجا انہوں نے کہا:

﴿حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ﴾

ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ مناظرہ کیا، وہ ''فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ'' کا مصداق بنا، لیکن اپنی ضد پر قائم رہا۔ کیا یہود ونصاریٰ نے لاجواب ہو جانے کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی تھی؟ دراصل اہل حق کا کام اہل باطل کو منوانا اور ہدایت دینا نہیں، بلکہ اہل حق کا کام دلائل کے ساتھ حق وباطل کا امتیاز سمجھانا ہے۔ پھر مناظرہ کا مقصد اہل باطل کو سمجھانے میں منحصر نہیں بلکہ مناظرہ سے اصل غرض اور اصل مطلوب اپنے ان بندوں کو مطمئن کرنا اور ان لوگوں کے دین وایمان کی حفاظت کرنا ہے جن کو اہل باطل شکوک وشبہات اور وساوس میں ڈال کر شک و

تذبذب میں مبتلاء کر دیتے ہیں۔

یہ فائدہ الحمدللہ العزیز مناظرہ کما حقہ حاصل ہو جاتا ہے، جب کہ مناظرہ سے انکار کی صورت میں ان شکوک زدہ لوگوں کے گمراہ ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ بارہا مناظرہ جات کے بعد ایسے لوگوں نے نہ صرف یہ کہ مناظرین کا شکریہ ادا کیا بلکہ انہوں نے اپنا یہ تائثر ظاہر کیا کہ ہم گمراہی کے آخری کنارہ پر پہنچ چکے تھے، لیکن اس مناظرہ کے نتیجہ میں ہم گمراہی سے بچ گئے۔

جب مناظرہ کے پس منظر میں مندرجہ بالا حالات کو پیش نظر رکھا جائے تو ہر فکر مند اور دانش مند آدمی کا یہی فیصلہ ہو گا کہ واقعی ان حالات میں مناظرہ کرنا فرض کے درجہ تک ضروری ہے۔ وہ حالات یہ ہیں کہ ہمارے معاشرے میں رشتے داریوں، دوستانہ تعلقات، کاروباری اشتراک اور باہمی معاملات کی وجہ سے اہل باطل مثلاً غیر مقلدین کے ہر فرد کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے تعلق داروں پر اپنا رنگ چڑھا جما کر ان کو اپنے باطل مذہب کی لائن پر چڑھا دے۔ چنانچہ اس کے لیے وہ ان کو اپنے علماء کی مجالس میں لے جاتے ہیں، ان کی تقریریں سنواتے ہیں، اپنی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کراتے ہیں اور ان کو قادیانیوں کی طرح قرآن و حدیث کی من گھڑت دلیلیں سنا سنا کر یہ تاثر دیتے ہیں کہ بس قرآن و حدیث ہمارے پاس ہے، ہم قرآن و حدیث کی بات کرتے ہیں جبکہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی سب فرقے ہیں، ان میں سے ہر ایک اپنے امام، اپنے مسلک، اپنی فقہ اور اپنے فرقہ کی بات کرتا ہے۔ مگر غیر مقلدین خالص قرآن و حدیث کی بات کرتے ہیں۔ نیز فقہ و فقہاء کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر کے ان کو فقہ و فقہاء سے متنفر کرنے کی بھی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سنی آدمی کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی لائن بدلنے سے

پہلے غیر مقلدین کے مذہب سے باخبر کسی سنی عالم سے تحقیق کرلے۔

غیر مقلدین کو پتہ ہوتا ہے کہ اگر اس نے اپنے سنی عالم سے تحقیق کرلی تو یہ شکار ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس لئے وہ اس کو کہتے ہیں کہ آپ عالم نہیں، آپ کو کیا پتا کہ وہ سچ بولتے ہیں کہ جھوٹ؟ لہذا مناظرہ کراتے ہیں۔ ہم اپنا ایک عالم بلاتے ہیں، آپ اپنا کوئی عالم بلالیں، وہ مناظرہ کرینگے، ہم سنیں گے۔ جس کے پاس قرآن وحدیث کے دلائل مضبوط ہوں گے آپ اس کے مذہب کو تسلیم کرلینا۔ ہمارے علماء تو ہر وقت تیار ہیں، آپ اپنا کوئی عالم بلالیں۔ پھر جھوٹے قصے سنائیں گے کہ فلاں فلاں جگہ اور فلاں فلاں موقع پر ہمارے علماء نے خوب قرآن و حدیث پیش کیا اور تمہارے علماء بھاگ گئے، قرآن وحدیث پیش نہ کرسکے۔ پھر یہ بات دو آدمیوں تک محدود نہیں رہتی بلکہ دونوں طرف کے متعدد افراد شامل ہو جاتے ہیں۔ اب ان سنی حضرات کے گمراہ ہونے یا نہ ہونے کا دارومدار صرف ''مناظرہ'' پر رہ جاتا ہے۔ وہ جاتے ہیں اپنے سنی علماء کے پاس۔ اگر ہمارے علماء انکار کردیں تو یہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ واقعی ان کے پاس قرآن وحدیث نہیں ہے۔ پس اگر انکار کی صورت میں گمراہ ہو جاتے ہیں تو اس کا ذمہ دار کون؟ لہذا ایسے حالات میں مناظرہ فرض ہو جاتا ہے۔

4: بعض حضرات کہتے ہیں کہ مناظروں میں جھگڑے اور لڑائی کا خطرہ ہوتا ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ سب مناظروں میں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے یا بعض میں؟ اگر پہلی شق مراد ہے تو یہ خلاف واقعہ ہے۔ بہت سارے مناظرے ہوتے ہیں اور بڑے پرامن ماحول میں ہوتے ہیں اور اگر بعض مناظروں میں لڑائی کا خطرہ ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض تقریروں میں، بعض جلسوں میں، بعض مساجد بنانے میں، بعض مدارس قائم کرنے میں اور بعض جگہ تبلیغی جماعتوں کے لڑائی جھگڑے

ہوتے ہیں۔ تو کیا بعض مواقع میں لڑائی جھگڑے کے خوف کی وجہ سے وہ سارے سلسلے بند کر دیئے گئے ہیں؟ اگر ان امور پر لڑائی جھگڑے کے پیش آنے کے باوجود یہ سب سلسلے رواں دواں چل رہے ہیں تو مناظرہ جات کا سلسلہ کیوں بند کیا جائے؟

5: فقہاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر اہل باطل مناظر دھوکہ بازی، چال بازی اور مغالطہ آمیزی سے کام لے تو اس کے مقابلے میں اہل حق کا مناظر بھی اس کی اس فریب کاری کے مقابلہ میں مغالطہ آمیزی اور حیلہ سازی اختیار کرے تو جائز ہے۔ چنانچہ مجمع الانہر میں ہے:

"والتعنت لدفع التعنت مشروع"

دھوکہ بازی اور چال بازی کے مقابلے میں دھوکہ بازی اور چال بازی کرنا جائز ہے۔

مولانا امین صاحب رحمہ اللہ نے اپنا واقعہ سنایا کہ بہاولنگر کی طرف عبد القادر روپڑی کے ساتھ مناظرہ تھا۔ اس نے ایک حدیث پیش کی میں نے اس کے ایک راوی پر جرح کی، تو روپڑی صاحب جرح کے دوران قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ میں جرح کے اقوال پیش کرتا وہ کہتا: اللہ میری توبہ! اللہ میری توبہ! یہ اس راوی کو اتنا برا کہہ رہا ہے۔ وہ عوام الناس کو تاثر دے رہا تھا کہ امین ایک محدث کے بارے میں اتنی بڑی بدگوئی کر رہا ہے۔ میں بھی اس کی چالبازی کو سمجھ گیا تو میں نے بھی قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کر دی کہ اے اللہ! روپڑی سے توبہ کرانا میرا کام تھا، اس کی دعا کو قبول کرنا تیرا کام ہے۔ وہ فوراً بیٹھ گیا۔

6: اہل باطل جب مناظرہ کا چیلنج دیں تو ان کو کہا جائے کہ اپنی جماعت کے لیٹر پیڈ پر یہ چیلنج تحریری طور پر دیں جس پر ان کے چند معتبر آدمیوں کے دستخط ہوں۔ ان

کے چیلنج کی دی ہوئی تحریر اپنے پاس محفوظ رکھ لیں اور ان کے چیلنج کے جواب میں یہ تحریر لکھ دیں کہ فلاں فلاں غیر مقلد نے ہمیں تحریری طور پر ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا ہے، ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔ صرف زبانی چیلنج پر اکتفاء نہ کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل باطل آپ کے ساتھ مناظرہ طے کر کے خود پولیس انتظامیہ کے پاس پہلے پہنچ جائیں گے اور آپ کو فرقہ واریت کا مجرم اور قصوروار بنانے کی کوشش کریں گے مگر جب ان کی طرف سے مناظرہ کے چیلنج کی تحریر آپ کے پاس ہوگی تو وہ آپ کو قصوروار نہ ٹھہرا سکیں گے۔

:7 موضوع مناظرہ اور شرائط مناظرہ اپنے مناظرین علماء کے مشورہ کے بغیر ہرگز طے نہ کریں۔ بلکہ مناظرین علماء کے ساتھ رابطہ کریں اور وہ جیسے کہیں اس کے مطابق موضوع اور شرائط طے کریں اور اگر رابطہ نہ ہو سکے تو اپنی تحریر پر یوں لکھ دیں کہ موضوع مناظرہ کی تفصیل اور شرائط مناظرہ خود مناظرین طے کریں گے۔

:8 ہمیشہ مناظرہ میں ایک فریق مدعی ہوتا ہے دوسرا مجیب۔ مدعی اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کرتا ہے، مجیب ان دلائل کا جواب دیتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ مناظرہ کے نصف وقت میں ایک فریق مدعی ہو اور دوسرا فریق مجیب ہو اور یہ طے ہو جائے کہ مدعی مثلاً تین دلیلیں اس ترتیب سے پیش کرے گا کہ وہ پہلے ایک دلیل پیش کرے اس کیلئے پانچ منٹ ہوں گے۔ کیونکہ دلیل دینے کیلئے زیادہ وقت کی ضرورت نہیں ہوتی اور مجیب کے لئے دس منٹ ہوں کہ جواب دینے کے لیے زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس دلیل پر مزید بحث کے لیے دونوں کا وقت برابر ہو۔ پھر اس دلیل پر ثالث حضرات اپنا فیصلہ لکھ کر اپنے پاس محفوظ کرلیں کہ مجیب نے اس دلیل کا جواب دے دیا ہے اور دلیل ختم ہو گئی ہے، یا جواب نہیں دے سکا اور دلیل قائم ودائم

ہے۔ پھر دوسری اور تیسری دلیل میں بھی یہی طریقہ ہو۔ باقی نصف وقت میں جو پہلے مدعی تھا وہ مجیب بنے اور جو مجیب تھا وہ مدعی بنے، وہ بھی مذکورہ بالا طریقہ اور ترتیب کے مطابق اپنے دعویٰ پر تین دلیلیں پیش کرے اور مجیب اس کا جواب دے اور ہر دلیل پر ثالث حضرات اپنا فیصلہ محفوظ کرتے جائیں۔ اخیر میں ثالث حضرات اپنا تفصیلی فیصلہ تحریر کر کے سنا دیں۔ اس طریقہ کے مطابق سامعین کو بات خوب سمجھ آتی ہے۔ لیکن آج کل مناظرین میں ہر مناظر بیک وقت مدعی بھی ہوتا ہے اور مجیب بھی، جس کی وجہ سے سامعین کو پوری طرح بات سمجھ نہیں آتی اور وہ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔

9: مناظرہ کے سامعین سنی علماء اور عوام کی خدمت میں ایک گذارش ہے کہ مناظرہ کے بعد ان کا رویہ وطرز عمل کافی حد تک قابل اصلاح ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ اہل باطل کے مناظر نے اگر ایک بات کا جواب دیا ہے دس باتوں کا جواب نہیں دیا تو اہل باطل اپنے مناظر کے اس ایک جواب کا خوب چرچا کریں گے اور جن دس باتوں کا اس نے جواب نہیں دیا ان کا نام بھی نہیں لیں گے۔ جبکہ ہمارے سنی علماء وعوام کا رویہ اور طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ سنی مناظر نے مخالف کی دس باتوں کا ٹھوک بجا کر جواب دیا، لیکن اتفاقاً کسی وجہ سے ایک بات کا جواب رہ گیا تو وہ اپنے مناظر کی دس باتوں کے جوابات کو نہ یاد رکھیں گے اور نہ ان کا تذکرہ کریں اور نہ اس کی اس خوبی کو ظاہر کریں گے اور جس ایک بات کا جواب رہ گیا تھا اس کا خود پروپیگنڈہ شروع کر دیں گے کہ یار ہمارے مناظر نے مناظرہ تو بہت اچھا کیا لیکن ان کی اس بات کا جواب نہیں دیا۔

باقی مناظرے کے لیے تفصیلی اصول و قواعد مناظر اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنت والجماعت نے بڑی جامعیت اور حسن ترتیب

کے ساتھ نہایت سہل اور مختصر انداز میں تحریر کر دیئے ہیں جن پر نہ کسی اضافہ کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ یہ اصول و قواعد ہر مناظر کی بنیادی ضرورت ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو تمام شرور وفتن سے محفوظ رکھے اور تادم زیست زیادہ سے زیادہ مسلک حق کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائے۔(آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول مناظرہ

مناظر کیلئے اصول مناظرہ کے حوالے سے دس باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

1۔ علم مناظرہ 2۔ موضوع علم مناظرہ 3۔ غرض علم مناظرہ

4۔ مناظرہ 5۔ طریقہ مناظرہ 6۔ ثبوت مناظرہ

7۔ حکم مناظرہ 8۔ آداب مناظرہ 9۔ متعلقاتِ مناظرہ

10۔ حیثیت و اہمیت مناظرہ

1: تعریف علم مناظرہ:

"هُوَ عِلْمٌ يُّعْرَفُ بِهٖ كَيْفِيَّةُ آدَابِ اِثْبَاتِ الْمَطْلُوْبِ اَوْ نَفْيِهٖ اَوْ نَفْيِ دَلِيْلِهٖ مَعَ الْخَصْمِ۔"

ترجمہ: علم مناظرہ وہ علم ہے جس میں اپنے دعویٰ کے اثبات اور فریق مخالف کے دعویٰ یا اس کی دلیل کو توڑنے کے طریقے معلوم کئے جائیں۔

2۔ موضوع علم مناظرہ:

"أَلْاَدِلَّةُ مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا تُثْبِتُ الْمُدَّعٰى عَلَى الْغَيْرِ"

ترجمہ: وہ دلائل جو دوسرے کے خلاف دعویٰ کو ثابت کر دیں۔

3۔ غرض علم مناظرہ:

"صِيَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْوُصُوْلِ اِلَى الْمَطْلُوْبِ"

ترجمہ: مقصود تک پہنچنے میں ذہن کو غلطی سے بچانا۔

4۔ مناظرہ:

لغوی معنی:

(1) اگر مناظرہ ''نظیر'' سے مشتق ہو تو معنی ہو گا ''ہم مثل ہونا''۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''یَنْبَغِیْ لِلْمُنَاظَرَیْنِ أَنْ یَّکُوْنَا مُتَسَاوِیَیْنِ فِی الْعِلْمِ'' یعنی دونوں مناظروں کو علم میں ہم پلہ ہونا چاہئے۔

فائدہ: ''تساوی فی العلم'' امر تقریبی ہے۔ مثلاً دونوں مناظر اپنے اپنے مسلک کے وفاق کے فاضل ہوں۔

(۲) اگر مناظرہ '' نظر'' بمعنی ''رؤیت'' سے مشتق ہو تو معنی ہو گا ''ایک دوسرے کو دیکھنا''۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''یَنْبَغِیْ لِلْمُنَاظِرَیْنِ أَنْ یُّبْصِرَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْآخَرَ''یعنی مناظرین میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھتا رہے۔

(۳) اگر مناظرہ'' نظر'' بمعنی ''غور وفکر'' سے مشتق ہو تو معنی ہو گا ایک دوسرے کے کلام میں غور وفکر کرنا۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''یَنْبَغِیْ لِلْمُنَاظَرَیْنِ أَنْ یَتَفَکَّرَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِیْ کَلَامِ الْآخَرِ'' یعنی دونوں مناظروں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے کلام میں غور وفکر کرنا چاہئے۔

(۴) اگر مناظرہ'' نظر'' بمعنی ''انتظار'' سے مشتق ہو تو معنی ہو گا'' انتظار کرنا''۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''یَنْبَغِیْ لِلْمُنَاظِرَیْنِ أَنْ یَّنْتَظِرَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اِنْتِهَاءَ کَلَامِ الْآخَرِ''یعنی مناظرین میں سے ہر ایک کو دوسرے کے کلام ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔

اصطلاحی معنی:

''تَوَجُّهُ الْمُتَخَاصِمَیْنِ فِی النِّسْبَةِ بَیْنَ الشَّیْئَیْنِ اِظْهَارًا لِّلصَّوَابِ''

ترجمہ: دو چیزوں کے درمیان نسبت کے بارے میں درست بات کو ثابت کرنے کیلئے فریقین کا گفتگو کرنا۔

فائدہ نمبر 1:

لغوی و اصطلاحی معنی کا مطلب:

لغوی معنی: لفظ کا اصلی معنی جو اہل زبان مراد لیتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: لفظ کا وہ معنی جو اہل زبان یا اہل علاقہ یا اہل فن مراد لیتے ہیں۔ مثلاً ''اَطۡوَلُ یَدًا'' کا لغوی معنی ''لمبے ہاتھ والا ہونا'' ہے، لیکن اہل زبان اس سے وصفِ سخاوت مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے فرمایا:

''اَسۡرَعُکُنَّ بِیۡ لِحَاقاً اَطۡوَلُکُنَّ یَدًا''

(صحیح مسلم: ج2 ص291 باب فضائل زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا)

ترجمہ: میری وفات کے بعد تم میں سے سب سے پہلے اس بیوی کی وفات ہوگی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔

اس کا مصداق حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں کیونکہ آپ سخاوت میں ممتاز تھیں۔

نوٹ: فن بدل جائے تو معنی اصطلاحی بدل جاتا ہے جیسے لفظ ''کلمہ'' جب درجہ حفظ کی درس گاہ میں بولا جائے گا تو اس سے مراد ''کلمہ طیبہ'' ہوگا، علم نحو میں اس سے مراد ''لَفۡظٌ وُضِعَ لِمَعۡنًی مُفۡرَدٍ'' (وہ لفظ جو ایک معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو)۔ اسی طرح تصوف کے باب میں ''مشکل کشا'' کا معنی ''تزکیہ کرنے والا'' ہے اور باب عقیدہ میں اس کا معنی ''مافوق الاسباب مدد کرنے والا'' ہے۔

فائدہ نمبر ۲:

نسبت سے ''نسبۃ تامہ خبریہ بین الشیئین'' مراد ہے، کیونکہ نسبت ناقصہ اور نسبت

تامہ انشائیہ میں مناظرہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے کہتے ہیں: "لَایَتَحَقَّقُ الْمُنَاظَرَۃُ فِی النِّسْبَۃِ النَّاقِصَۃِ بَیْنَ الشَّیْئَیْنِ وَلَا فِی الْاِنْشَائِیَّاتِ۔"

فائدہ نمبر ۳: مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں فرق:

مناظرہ: "تَوَجُّهُ الْمُتَخَاصِمَیْنِ فِی النِّسْبَۃِ بَیْنَ الشَّیْئَیْنِ اِظْهَارًا لِلصَّوَابِ۔"

ترجمہ: دو چیزوں کے درمیان نسبت کے بارے میں درست بات کو ثابت کرنے کیلئے فریقین کا گفتگو کرنا۔

مجادلہ: "اَلْمُنَازَعَۃُ لَا لِاِظْهَارِ الصَّوَابِ بَلْ لِاِلْزَامِ الْخَصْمِ۔"

ترجمہ: فریقین کا اثبات حق کیلئے نہیں بلکہ فریق مخالف کو چپ اور رسوا کرنے کیلئے گفتگو کرنا۔

مکابرہ: "اَلْمُنَازَعَۃُ لَا لِاِظْهَارِ الصَّوَابِ وَلَا لِاِلْزَامِ الْخَصْمِ۔"

ترجمہ: فریقین کا اثبات حق اور فریق مخالف کو خاموش کرانے کے علاوہ کسی اور مقصد مثلاً شہرت وغیرہ کیلئے گفتگو کرنا۔

5۔ طریقہ مناظرہ:

فریقین میں سے ایک مدعی اور دوسرا مدعی علیہ ہوتا ہے۔ مدعی کو معلل، مجیب اور مدعی علیہ کو منکر، سائل اور نافی بھی کہتے ہیں۔

مدعی: "مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِاِثْبَاتِ الْحُكْمِ بِالدَّلِیْلِ أَوِ التَّنْبِیْهِ۔"

ترجمہ: مدعی وہ ہے جو دعویٰ کو دلیل یا تنبیہ کے ساتھ ثابت کرنے کی ذمہ داری قبول کرلے۔

سائل: "مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِنَفْیِ الْحُكْمِ۔"

ترجمہ: سائل وہ شخص ہے جو مدعی کے دعویٰ کو توڑنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

فائدہ نمبر 1:

دلیل: دلیل کی عموماً دو تعریفیں کی جاتی ہیں۔

1۔ ”اَلْمُرَكَّبُ مِنَ الْقَضِيَّتَيْنِ لِلتَّعَدِّيْ اِلٰى مَجْهُوْلٍ نَظَرِيٍّ۔“

ترجمہ: مجہول نظری تک پہنچنے کیلئے دو قضیوں سے مرکب شئ کو ”دلیل“ کہتے ہیں۔

2۔ ”مَا يَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِهِ الْعِلْمُ بِشَيْئٍ آخَرَ۔“

ترجمہ: دلیل وہ چیز ہے جس کے علم سے دوسری چیز کا علم ازخود ہو جائے۔

تنبیہ: دعویٰ کے خفاء کو جس وضاحت سے دور کریں اس وضاحت کو ”تنبیہ“ کہتے ہیں۔ مثلاً ہمارا دعویٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں، اس پر دلیل ”اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ“

(مسند ابی یعلی ج۶ ص ۱۴۷، رقم الحدیث ۳۴۲۵)

[تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں] ہے۔

اس پر اہل بدعت یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے زندہ باپ کو قبر میں دفن نہیں کرتا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں تو کیا صحابہ رضی اللہ عنہم (العیاذ باللہ) اتنے ظالم تھے کہ زندہ نبی کو دفن کر دیا؟ جواب دیتے ہوئے ہم نے اپنے دعویٰ کی وضاحت یوں کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم دنیا میں فوت ہوئے اور دفن بھی ہوئے اور زندہ عالم برزخ (قبرِ شریف) میں ہیں نہ کہ عالم دنیا میں۔ تو دفن اور جہان میں ہیں اور زندہ اور جہان میں ہیں۔

فائدہ نمبر ۲:

دعویٰ کبھی اثباتاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے فاتحہ خلف الامام ''فرض'' ہے اور کبھی نفیاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے کہ مقتدی کی نماز امام کے پیچھے بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی۔

فائدہ نمبر ۳:

مدعی نے چونکہ اپنا دعویٰ ثابت کرنا ہوتا ہے اس لئے پہلی ٹرم (نشست) مدعی کی ہوتی ہے اور مدعی نے چونکہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی ذمہ داری لی ہے اس لئے مناظرہ میں آخری ٹرم بھی مدعی کی ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر ۴:

آخری ٹرم میں مدعی کوئی نئی دلیل پیش نہیں کرسکتا، البتہ یہ بیان کرسکتا ہے کہ اس نے کس کس دلیل سے اور کیسے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے۔

6۔ ثبوت مناظرہ:

1: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔

(سورۃ البقرۃ:257)

ترجمہ: (اے نبی!) کیا آپ نے اس کو بھی دیکھا کہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے معاملہ میں حجت کی تھی اس غرور میں آکر کہ اس کو خدا نے سلطنت دی تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے کہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس نے کہا میں بھی تو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرا رب تو آفتاب کو مشرق سے نکالا کرتا ہے سو تو اس کو مغرب کی طرف سے نکال دے، تب وہ کافر حیران رہ گیا اور اللہ تعالیٰ ناانصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

توضیح: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دونوں دلیلوں کی بنیاد یہ تھی کہ عدم کو وجود دینا اور وجود کو عدم دینا میرے رب کا کام ہے، مگر دوسری دلیل چونکہ عوامی سطح کی تھی جسے عوام سمجھ گئی اس لیے نمرود مناظرہ ہار گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انداز بدلا ہے دلیل کی بنیاد نہیں بدلی۔

اس آیت ے تحت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مناظرہ اور مجادلہ کرنا بھی جائز ہے تاکہ حق و باطل میں فرق ظاہر ہو جائے۔

معارف القرآن: ج1 ص619

2: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔

(سورۃ النحل: 125)

ترجمہ: اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ وعظ سے بلایئے اور ان سے بحث بھی کرو تو پسندیدہ طریقہ سے کرو۔ آپ کے رب کو خوب معلوم ہے کہ کون اس کے رستہ سے بہکا ہوا ہے اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔

اس آیت کے تحت علامہ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ م710ھ لکھتے ہیں:

"وَھُوَ رَدٌّ عَلٰی مَنْ یَأْبَی الْمُنَاظَرَۃَ فِی الدِّیْنِ"

(مدارک التنزیل للنسفی ج1ص207)

ترجمہ: اس آیت میں اس آدمی کی تردید ہے جو دین میں مناظرہ کا قائل نہیں۔

حاشیہ جلالین میں اس آیت کے تحت لکھا ہے:

"اَلْمُجَادَلَۃُ ھِیَ الْمُنَازَعَۃُ لَا لِاِظْھَارِ الصَّوَابِ بَلْ لِاِلْزَامِ الْخَصْمِ کَمَا فِی الرَّشِیْدِیَّۃِ لٰکِنَّ الْمُرَادُ ھُھُنَا الْمُنَاظَرَۃُ وَالْجَدَلُ الْاَحْسَنُ أَنْ یَّکُوْنَ دَلِیْلاً مُرَکَّباً مِنْ مُّقَدَّمَاتٍ مُسَلَّمَۃٍ فِی الْمَشْھُوْرِ عِنْدَ الْجُمْھُوْرِ وَ مُقَدَّمَاتٍ مُسَلَّمَۃٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْقَائِلِ ھٰکَذَا فِی الْکَبِیْرِ"۔ (حاشیہ جلالین ص228)

ترجمہ: فریقین کا اظہار صواب کیلئے نہیں بلکہ فریق مخالف کو چپ کرانے کیلئے گفتگو کرنا "مجادلہ ہے" جیسا کہ رشیدیہ میں ہے، لیکن یہاں مراد مناظرہ ہے اور بہترین مناظرہ وہ ہے جس میں دلیل ایسی ہو جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو مشہور قول کے مطابق جمہور کے ہاں ثابت شدہ ہیں یا فریق مخالف کے ہاں ثابت شدہ ہیں، اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اے نبی! دعوت دے اور بلا تو اپنے پروردگار کی راہ کی طرف علم و حکمت کی باتوں کے ساتھ اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور اگر بحث و مباحثہ کا وقت آن پڑے تو نہایت عمدہ طریقے کے ساتھ ان سے مناظرہ کرو"۔(معارف القرآن ج4ص426)

فائدہ: دعوت کے اصل اصول دو ہیں:

(1) حکمت کے ساتھ، یعنی دلائل قطعیہ سے۔

(2) موعظہ حسنہ کے ساتھ، یعنی دلائل ظنیہ، قصص واقعات وغیرہ سے۔

رہا مجادلہ و مناظرۃ تو یہ ایک ہنگامی ضرورت ہے، جو معاند اور ضدی کیلئے سود مند ثابت ہوتا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَمِنْ لَطَائِفِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّهٗ قَالَ {اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ} فَقَصَرَ الدَّعْوَةَ عَلٰى ذِكْرِ هٰذَيْنِ الْقِسْمَيْنِ لِاَنَّ الدَّعْوَةَ اِنْ كَانَتْ بِالدَّلَائِلِ الْقَطْعِيَّةِ فَهِيَ الْحِكْمَةُ، وَاِنْ كَانَتْ بِالدَّلَائِلِ الظَّنِّيَّةِ فَهِيَ الْمَوْعِظَةُ الْحَسَنَةُ. اَمَّا الْجَدَلُ فَلَيْسَ مِنْ بَابِ الدَّعْوَةِ بَلِ الْمَقْصُوْدُ مِنْهُ غَرَضٌ اٰخَرُ مُغَايِرٌ لِلدَّعْوَةِ وَهُوَ الْاِلْزَامُ وَالْاِفْحَامُ، فَلِهٰذَا السَّبَبِ لَمْ يَقُلْ: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَالْجِدَالِ الْاَحْسَنِ، بَلْ قَطَعَ الْجَدَلَ عَنْ بَابِ الدَّعْوَةِ تَنْبِيْهًا عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَحْصُلُ الدَّعْوَةُ وَاِنَّمَا الْغَرَضُ مِنْهُ شَيْءٌ اٰخَرُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ" (تفسیر الرازی: ج20 ص112)

ترجمہ: اس آیت کے لطائف میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے {اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ} فرما کر دعوت کو صرف دو قسموں میں منحصر کر دیا ہے، اس لیے کہ اگر دعوت دلائل قطعیہ کے ساتھ ہو تو حکمت ہے اور اگر دلائل ظنیہ کے ساتھ ہو تو موعظہ حسنہ ہے۔ رہا جدل (بحث و مباحثہ) تو یہ دعوت کے طریق سے نہیں بلکہ اس سے مقصد اور ہوتا ہے جو دعوت سے الگ ایک چیز ہے یعنی کسی کو چپ کرانا۔ اس لیے اللہ نے اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَالْجِدَالِ الْاَحْسَنِ نہیں فرمایا، جدل کو دعوت کے باب سے الگ ذکر کیا یہ بتانے کے لیے کہ اس کے ذریعے دعوت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کا مقصد اور ہوتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آیت کے نسق سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول دعوت اصل میں دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت، تیسری چیز ''مجادلہ'' اصولِ دعوت میں داخل نہیں، ہاں طریق دعوت میں کبھی اس کی بھی ضرورت پیش آجاتی ہے۔

صاحب روح المعانی کا استدلال اس پر یہ ہے کہ اگر یہ تینوں چیزیں اصول دعوت ہوتیں تو مقتضائے مقام یہ تھا کہ تینوں چیزوں کو عطف کے ساتھ اس طرح بیان کیا جاتا ''بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَالۡجِدَالِ الۡاَحۡسَنِ'' مگر قرآن حکیم نے حکمت و موعظت کو تو عطف کے ساتھ ایک ہی نسق میں بیان فرمایا اور مجادلہ کیلئے الگ جملہ ''وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِي هِيَ أَحۡسَن '' اختیار کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجادلہ فی العلم دراصل دعوۃ الی اللہ کا رکن یا شرط نہیں، بلکہ طریق دعوت میں پیش ہونے والے معاملات کے متعلق ایک ہدایت ہے، جیسا کہ اس کے بعد کی آیت میں صبر کی تلقین فرمائی ہے، کیونکہ طریق دعوت میں لوگوں کو ایذاؤں پر صبر کرنا ناگریز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اصول دعوت دو چیزیں ہیں: حکمۃ اور موعظۃ، جن سے کوئی دعوت خالی نہ ہونی چاہیے، خواہ علماء و خواص کو ہو یا عوام الناس کو، البتہ دعوت میں کسی وقت ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑ جاتا ہے جو شکوک و اوہام میں مبتلا اور داعی کے ساتھ بحث و مباحثہ پر آمادہ ہیں تو ایسی حالت میں مجادلہ کی تعلیم دی گئی، مگر اس کے ساتھ '' بِالَّتِي هِيَ أَحۡسَن ''کی قید لگا کر بتلا دیا کہ جو مجادلہ اس شرط سے خالی ہو اس کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں۔'' (معارف القرآن ج5 ص422: تحت سورۃ النحل)

7: حکم مناظرہ:

علامہ علاء الدین محمد بن علی الحصکفی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أَلۡمُنَاظَرَةُ فِي الۡعِلۡمِ لِنُصۡرَةِ الۡحَقِّ عِبَادَةٌ وَلِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ حَرَامٌ، لِقَهۡرِ مُسۡلِمٍ، وَاِظۡهَارِ عِلۡمٍ، وَنَيۡلِ دُنۡيَا أَوۡ مَالٍ أَوۡ قُبُوۡلٍ"۔

(الدر المختار لعلاء الدین الحصکفی ج۹ ص ۶۰۴ کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ)

ترجمہ: دین حق کی مدد کیلئے مناظرہ کرنا عبادت ہے اور مسلمان کو ذلیل کرنے، اپنے

علم کے اظہار اور دنیا، دولت یا عوام میں مقبولیت پیدا کرنے کیلئے مناظرہ کرنا حرام ہے۔

8: آداب مناظرہ:

1: مناظر صاحب علم ہو۔

۲: مافی الضمیر کو وضاحت کے ساتھ بیان کر سکتا ہو۔

۳: مناظر بے جھجک ہو۔

۴: آواز قدرے بلند ہو۔

۵: گرفت مضبوط ہو۔

۶: الفاظ مہذب اور شائستہ استعمال کرے۔

۷: اپنے مخالف کو کمزور نہ سمجھے۔

۸: اپنے اصولوں سے پیچھے نہ ہٹے۔

۹: دوران مناظرہ سامعین کو اپنی طرف متوجہ کئے رکھے۔

۱۰: اگر مناظرہ اہل علم میں ہو تو اصطلاحی الفاظ استعمال کرے اور اگر عوام میں ہو تو عام فہم الفاظ استعمال کرے۔

9: متعلقات مناظرہ:

مناظرہ طے کرتے وقت دس چیزیں مخالف مناظر سے لکھوا لینی چاہئیں۔

موضوع، دعوی، مناظر، معاون مناظر، صدر مناظر، شرائط، دلائل، مقام، تاریخ اور وقت۔

1: موضوع:

اس سے مراد وہ عنوان ہے جس پر مناظرہ ہو رہا ہے۔ مثلاً عقائد پر مناظرہ ہے تو کون سا عقیدہ ہے؟ اگر مسائل پر ہے تو کون سا مسئلہ ہے؟

۲: دعوی:

جس عقیدہ یا مسئلہ پر مناظرہ ہو اس عقیدہ یا مسئلہ کے بارے میں موقف کو "دعوی" کہتے ہیں۔

۳: مناظر:

مدعی کے دعوی کو ثابت کرنے یا منکر کی طرف سے اس کے دعوی کو توڑنے والے شخص کو "مناظر" کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر 1: بہتر یہ ہے کہ مناظر کا تعین مناظرہ طے کرتے وقت کر لیا جائے ورنہ مناظرہ کے وقت بھی مناظر کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ نمبر ۲: مناظر کو چاہیئے کہ اپنے پاس ایک نوٹ بک رکھے اور فریق مخالف کی گفتگو کے دوران جو بات ذہن میں آئے یا جو بات اپنی ٹرم میں بیان کرنی ہو اس کو نمبر وار لکھتا جائے۔

۴: معاون:

مناظر کی معاونت کیلیئے جو آدمی مقرر کیا جائے اس کو "معاون" یا" معین مناظر" کہتے ہیں، جس کے ذمہ حوالہ جات تلاش کر کے مناظر کو دینا یا مناظر کو کوئی بات یاد دلانا ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر 1: معاون مناظر ایک سے زائد بھی مقرر کیئے جا سکتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۲: معاون مناظر کو چاہیئے کہ مناظر کو زبانی بات یاد دلانے کی بجائے

پرچی پر لکھ دے۔

۵:صدر مناظر:

مناظرہ کنٹرول کرنے والے آدمی کو صدر مناظر کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر 1: مخالف مناظر اگر موضوع سے ہٹ کر بات کرے یا شرائط کے مطابق بات نہ کرے تو صدر مناظر بواسطہ مخالف صدر مناظر کے مناظر سے موضوع اور شرائط کی پابندی کراتا ہے۔

فائدہ نمبر ۲: صدر مناظر مضبوط ہو تو مناظر کی بعض کوتاہیوں کا تدارک بھی کر سکتا ہے۔

فائد نمبر ۳: صدر مناظر کو" صدر مناظرہ" بھی کہتے ہیں۔

۶: شرائط:

مناظرہ کیلئے جو قواعد طے کئے جاتے ہیں ان کو" شرائط" کہتے ہیں۔

فائدہ: مناظر کو چاہئے کہ لکھی ہوئی شرائط کے مطابق گفتگو کرے اور مخالف مناظر کو بذریعہ صدر مناظر کے اس کا پابند کرے۔

۷: دلائل:

مناظرہ طے کرتے وقت یہ بات لکھوا لینی چاہیے کہ مخالف مناظر ادلہ اربعہ [قرآن، سنت، اجماع اور قیاس] میں سے کن دلائل کو مانتا ہے اور کن دلائل سے گفتگو کرے گا۔

فائدہ: اگر ایک ہی نسبت رکھنے والے دو فریقوں کے درمیان مناظرہ ہو تو مناظرہ طے کرتے وقت یہ بات لکھوالیں کہ ہر فریق بطور دلیل صرف اس منسوب الیہ

شخصیت کی عبارات کو پیش کرنے کا پابند ہو گا، جن کی طرف یہ اپنی نسبت کرتا ہے۔ مثلاً اگر دیوبندی اور بریلوی میں مناظرہ ہو اور موضوع مثلا انگوٹھے چومنا، جنازہ کے بعد دعا، قل وغیرہ ہو تو فریقین اپنے اپنے موقف پر فقہ حنفی کی عبارات پیش کرنے کے پابند ہوں گے، اس لئے کہ فریقین خود کو "حنفی" کہلاتے ہیں۔ اگر دیوبند کی طرف نسبت کرنے والے دو فریقین کے درمیان مثلاً حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع الصلوۃ والسلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عرض اعمال، مسئلہ توسل اور سماع موتی پر مناظرہ ہو تو فریقین متفق علیہ اکابر کی عبارات کو پیش کرنے کے پابند ہوں گے، اس لئے کہ دونوں خود کو دیوبندی کہلاتے ہیں۔

۸: مقام:

وہ جگہ جہاں پر مناظرہ کرنا ہے۔

فائدہ: مقام مناظرہ ممکن حد تک ہمیشہ ایسی جگہ کو طے کرنا چاہئے جو سو فیصد اپنی ہو۔ ورنہ آپ کو دو نقصان ہونگے:

(1) آپ مخالف کے پاس جائیں گے تو وہ انتظامیہ کو اطلاع کر دے گا کہ یہ مولوی صاحبان ہمارے ساتھ جھگڑنے آئے ہیں۔ نتیجۃً قانونی کاروائی آپ کے خلاف ہو گی۔

(2) جگہ اگر مخالف کی ہو تو اختتامِ مناظرہ پر آپ نے واپس آنا ہے، اب مخالف ویڈیو وغیرہ بنا کر یہ پروپیگنڈہ کرے گا کہ آپ دوڑ گئے ہیں۔

۹: تاریخ:

مناظرہ طے کرتے وقت تاریخ متعین کرنی چاہئے اور تاریخ لکھتے وقت مہینہ اور سن

ضرور لکھنا چاہئے اور یہ لکھیں کہ تاریخ ہجری ہو گی یا عیسوی۔

۱۰: وقت:

وقت سے مراد مناظرہ شروع کرنے کا وقت ہے، کہ کتنے بجے مناظرہ ہو گا۔

فائدہ نمبر 1: مناظرہ شروع کرنے کا وقت لکھتے وقت یہ ضرور لکھیں۔

وقت دن کا ہو گا یا رات کا ہو گا؟

مناظرہ کا دورانیہ کتنے وقت پر مشتمل ہو گا؟

مناظرہ کی ہر ٹرم کا وقت کتنا ہو گا؟ یعنی ہر ٹرم کتنے وقت پر مشتمل ہو گی؟

فائدہ نمبر ۲: پہلی ٹرم کا وقت نسبتاً زیادہ رکھنا چاہئے کیونکہ پہلی ٹرم میں ہر مناظر نے اپنے دلائل کے علاوہ اپنے خطبہ، اپنے دعوی اور اس کی وضاحت بھی کرنی ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر ۳: وقت بتانے کیلئے ٹائم کیپر بھی متعین کرنا چاہیے جو ہر مناظر کو اس کا وقت ختم ہونے پر روکے۔

10: حیثیت و اہمیت مناظرہ:

مناظرہ علمی دلائل کی جنگ کا نام ہے اور جنگ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ"۔

(صحیح البخاری ج 1 ص ۴۲۴ کتاب الجہاد، باب لا تمنوا لقاء العدو)

ترجمہ: اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے عافیت مانگو۔ ہاں جب ان سے لڑائی ہو جائے تو ڈٹے رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

فائدہ: اصولِ جنگ:

(1) جرنیل پسند کا میدان سجاتا ہے، مناظر کو بھی چاہیے کہ پسند کا میدان سجائے جو مناظرہ کے مفید اور کامیاب ہونے میں معاون ثابت ہو۔

(2) جرنیل اہتمام کرتا ہے کہ کمک کا سلسلہ منقطع نہ ہو، مناظر کو بھی چاہیے کہ ایسا معاون تیار کرے جو دلائل کی فراہمی میں کمی نہ آنے دے۔

(3) جرنیل میدان جنگ میں خاص طور پر میمنہ اور میسرہ کو مضبوط کرتا ہے، مناظر کو بھی چاہیے کہ ٹیم مضبوط رکھے۔

(4) جرنیل ایسے اسباب اختیار کرتا ہے کہ بغیر لڑائی کے فتح ہو، مناظر بھی ایسی تدابیر اختیار کرے کہ بغیر مناظرہ کے فتح ہو۔

(5) جرنیل جس طرح مخالف فوج سے لڑتا ہے اسی طرح اپنی فوج کو حوصلہ بھی دیتا ہے، مناظر کو بھی چاہیے کہ مخالف کے دلائل توڑنے کے ساتھ ساتھ اپنی ٹیم کا حوصلہ بڑھاتا رہے۔

(6) جرنیل جنگ بھی کرتا ہے اور منفی پروپیگنڈہ بھی توڑتا ہے، مناظر کو بھی مناظرہ کرتے ہوئے منفی پروپیگنڈے حکمت سے توڑتا رہے۔

(7) جنگ اللہ سے مانگتے نہیں لیکن اگر آجائے تو دوڑتے نہیں، مناظرہ بھی مانگا نہ جائے ہاں اگر آجائے تو ہمت وجرأت سے کرنا چاہیے۔

قرآن کریم میں بھی ﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ۔ الآیۃ ﴾ (النحل:125) سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ طرق دعوت میں مناظرہ کا تیسرا نمبر ہے۔ اس لئے ہم بھی کہتے ہیں کہ باطل کو سمجھانے کیلئے اول نمبر پر حکمت یعنی دلائل، دوسرے نمبر پر وعظ ونصیحت سے کام لینا چاہئے اور اگر احقاق حق اور ابطال باطل کی مناظرہ کے علاوہ کوئی اور

صورت ممکن نہ ہو تو تیسرے نمبر پر اللہ کا حکم اور عبادت سمجھ کر مناظرہ کرنا چاہیے جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ معارف القرآن میں فرماتے ہیں۔

ہمارے حضرات اکابر کے ہاں مناظرہ کی اہمیت معلوم کرنے کیلئے زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کا ایمان افروز واقعہ کافی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مولوی فاروق احمد صاحب انبیٹھوی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ سفرِ حج کو جاتے ہوئے راستہ میں مولوی دیدار علی اَلوَرِی کی طرف سے آپ کو عین اس وقت دعوت مناظرہ دی گئی جب کہ آپ جہاز میں سوار ہونے کو تیار تھے۔ آپ کے رفقاء نے جواب دیا کہ اس وقت تو گنجائش نہیں کہ جہاز تیار اور آخری ہے۔ البتہ واپسی پر مناظرہ ہوگا، مگر آپ نے سنا تو بے ساختہ فرمایا کہ نہیں! نہیں! ہم تیار ہیں۔ کل کو ہم قیام کریں گے اور صبح مناظرہ ہوگا۔ مولوی صاحب سے کہنا کہ مقام اور مباحث مناظرہ آج طے کرلیں اور رفقاء کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مولوی صاحب مناظرہ کرتے ہیں تو ہمیں انکار نہ کرنا چاہئے حج بشرط زندگی دوسرے سال کرلیں گے یہ بھی تو ایک دینی کام ہے۔ یہ جواب سن کر فریق ثانی پر اَوس پڑ گئی اور کوئی میدان مناظرہ میں نہ آیا۔ حضرت چند دن قیام فرما کر بمبئی روانہ ہوگئے، حالانکہ جہاز کی تاریخ روانگی گزر چکی تھی مگر اللہ کی شان کہ اس کو چار دن کسی غیر معمولی عذر سے ٹھہرنا پڑ گیا اور آپ اس میں سوار ہوکر عرب پہنچ گئے۔ (تذکرۃ الخلیل: ص151)

صاحبِ تالیف

نام: محمد الیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم:
حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوہڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ
ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ
مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ
درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

تدریس: (سابقا) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب:
سرپرست اعلیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا
مرکزی ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان
چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروس ، سرپرست احناف ٹرسٹ انٹرنیشنل

تبلیغی اسفار: ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبیا، کینیا، سنگاپور، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ، یمن ، بحرین

تصانیف:
عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ، اصول مناظرہ ، فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ
نماز اہل السنۃ والجماعۃ ، فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ
شہید کربلا اور ماہ محرم ، قربانی کے فضائل ومسائل، صراط مستقیم کورس (بنین، بنات)
فرقہ سلفیہ کا تحقیقی جائزہ ، جی ہاں فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے ، حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ
فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ ، فرقہ جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ ، خطبات متکلم اسلام
مضامین متکلم اسلام ، مجالس متکلم اسلام ، مواعظ متکلم اسلام (برائے خواتین)

بیعت وخلافت:
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم العالیہ
امین العلماء قطب العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ رحمہ اللہ

اصلاح وارشاد: خانقاہ اشرفیہ اختریہ، 87 جنوبی، سرگودھا